مسئلہ علمِ غیب و دُعا بعد نمازِ جنازہ کی فاضلانہ تحقیق

انوارِ حق

بجواب

اظہارِ حق

از قلم قاطع بد مذہبیت محمد حسن علی قادری رضوی

ناشر

حافظ علی گوہر قصبہ محمد شاہ تحصیل میلسی

قیمت ۳۱ نئے پیسے

ہمدرد پرنٹنگ پریس سبزی منڈی روڈ ملتان

یا اللہ جل جلالہ ۷۸۶ / ۹۲ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے یہ وار وار سے پار ہے

رسالہ اللہ کی نورانی تجلیات منکرین علم غیب و دعا بعد نماز جنازہ کے خرمن باطل پر بجلی گرانے والا

انوارِ حق

بجواب

اظہارِ حق

*

از قلم فاتح نجدیت قاطع مذہبیت مولانا محمد حسن علی قادری رضوی میلسی

ناشر
حافظ علی گوہر متعلم مدرسہ حنفیہ رضویہ مصباح العلوم میلسی
قصبہ محمد شاہ ڈاک خانہ شیر گڑھ نزد ڈیشن نور شاہ میلسی ضلع ملتان شریف
* (قیمت ۱/۲۵ پیسے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

سببِ تالیف

حضرات ناظرین کرام! ابھی چند روز ہوئے مخالفینِ اہلسنت کی طرف سے ایک رسالہ بنام "اظہارِ حق" حافظ محمد حنیف سکنہ قصبہ محمد شاہ کے نام سے منظرِ عام پر آیا، جس میں مسئلہ علمِ غیب و دعا بعد نمازِ جنازہ کے عدمِ جواز پر قرآن و احادیث کتب تفاسیر و اقوال محدثین سے کوئی جاندار دلیل پیش کرنے کی بجائے اہلسنت وجماعت کو کافر مشرک بدعتی بنانے کے لئے کتب فقہ سے چند بے محل عبارات نقل کر ڈالی ہیں، اور علمائے اہلسنت کو جواب کے لئے چیلنج کیا ہے اور اپنی اس شر انگیزی پر پردہ ڈالنے کے لئے علمائے اہلسنت کو فتنہ و فساد کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے تاکہ وہ خود کسی قانونی گرفت میں نہ آئے، اس سے پیشتر بھی حافظ علی گوہر صاحب متعلم مدرسہ حنفیہ رضویہ مصباح العلوم ملیسی کی معرفت اس کے سوالات موصول ہوئے لیکن ہم نے اپنے ملکی حالات اور خوامخواہ کے فتنہ و فساد کے پیشِ نظر التفات نہ کیا، لیکن اس نے ہماری خاموشی کو کمزوری پر محمول کرتے ہوئے وہی سوالات بنام رسالہ "اظہارِ حق" شائع کر دیئے اور لکھا کہ مولانا غلام حسین نوری خطیب ملیسی و مولانا علی محمد صاحب خطیب ہاڑی

(باقی آخری صفحہ پر ملاحظہ فرمائیے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

علمِ غیب کا بیان از روئے قرآن و کتب تفاسیر

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ معترضِ معاند کے برائے نام سوالات (جو اس کے جہلِ قبیح و حماقتِ صریح کی روشن دلیل ہیں) سے پیشتر مسلکِ اہلسنت کو مختصراً قرآن و احادیث کتب و فقہ و متکلمین کی روشنی میں روزِ روشن کی طرح واضح کر دیا جائے تاکہ اس کے متعدد خود ساختہ حماقت یافتہ برائے نام اعتراضات خود بخود ختم ہو جائیں اور وہ چشمۂ تعصب و عناد اتار کر اور خالی الذہن ہو کر دلائلِ نفی و اثبات کا جائزہ لے تو ان شاء المولیٰ العزیز ہدایت پائے۔

اہلسنت وجماعت احناف علمائے بریلی کا عقیدہ ہے کہ حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ نے اپنے نبیٔ اکرم رسولِ محترم حضورِ پُر نور سیدنا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو جمیع اشیاء جملہ کائنات یعنی تمام ممکناتِ حاضرہ و غائبہ کا علم عطا فرمایا، ابتدائے آفرینش سے دخولِ جنت و دوزخ تک سب مثل کفِ دست ظاہر کر دکھایا، مولےٰ عزوجل خود ارشاد فرماتا ہے۔ الرحمٰن علّم القرآن۔ مذکورہ آیت سے صاف ظاہر ہے کہ مولیٰ عزّ وجل نے حضور سرورِ کائنات علیہ التحیۃ والتسلیمات کو قرآن کی تعلیم فرمائی اور قرآن شریف میں جمیع

اشیاء وجملہ کائنات کا ذکر ہے مولیٰ عزّوجل خود ارشاد فرماتا ہے ونزلنا علیك الكتاب تبیاناً لكل شیءٍ جب قرآن مجید میں ہر شیٔ جمیع اشیاء وجملہ کائنات کا ذکر ہے اور مولیٰ عزّوجل نے قرآنِ مجید کی تعلیم اور اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلّم کو فرمائی تو بلا شبہ آپ جملہ اشیاء تمام ممکناتِ حاضرہ وغائبہ کے عالم ہوئے۔

قرآن مجید ہی میں ہے عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احداً الا من ارتضی من رسولٍ اللہ جلّ جلالہٗ عالم الغیب ہے، اپنے غیب پر کسی کو مسلّط نہیں کرتا، سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے، اہلِ تدقیق فرماتے ہیں کہ لا یظهر غیبه علیٰ احدٍ نہیں فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں فرماتا کیونکہ اظہارِ غیب تو حضراتِ اولیاءِ کرام قدست اسرارہم پر بھی ہوتا ہے بلکہ یوں فرمایا لا یظهر علی غیبه احداً اپنے غیبِ خاص پر کسی کو ظاہر وغالب ومسلط نہیں فرماتا مگر پسندیدہ رسولوں کو، ان دونوں مرتبوں میں کیسا عظیم فرق ہے، تفسیرِ روح البیان جلد رابع ص۴۹۶ مذکورہٗ بالا آیت کی تفسیر میں ہے قال ابن الشیخ انه تعالےٰ لا یطلع علی الغیب الذی یختص به علمه الا المرتضی الذی یکون رسولاً وما لا یختص به یطلع علیه غیر الرسول ابنِ شیخ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اپنے غیبِ خاص پر جو اس کے ساتھ مختص ہے رسولِ مرتضےٰ کے سوا کسی کو مطلع نہیں فرماتا اور جو غیب اس کے ساتھ خاص نہیں اس پر غیر رسول کو بھی مطلع فرماتا ہے۔

علاوہ ازیں قرآنِ مجید ہی میں ایک اور مقام پر یوں ارشاد فرمایا۔

وما هو علی الغیب بضنین یعنی نہیں ہے وہ غیب پر بخیل ھُوَ کا مرجع یا اللہ جلِ شانہٗ ہے یا حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یا قرآن شریف، ہر طرح ہمارا مدعا حاصل ہے، جب ضمیر ھو کو اللہ تعالےٰ کی طرف پھیریئے تو معنی یہ ہوں گے وما اللہ علی الغیب بضنین اور نہیں ہے اللہ غیب پر بخیل (یعنی انبیاءِ کرام کو مطلع فرماتا ہے) اور اگر اسی ضمیر ھو کو قرآنِ مجید کی طرف لایا جائے ما القرآن علی الغیب لضنین یعنی قرآن مجید غیب پر بخیل نہیں، تو یہ ہم پہلے ہی مانتے ہیں کہ قرآنِ مجید میں ہر چیز کا روشن بیان ہے جیسا کہ اوپر آیتِ کریمہ سے نقل کیا اور اگر اس ضمیر ھو کا مرجع حضورِ اقدس سرورِ انبیاء حبیبِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو مانا جائے تو وما محمّد علی الغیب لضنینٍ اور نہیں محمّد صلے اللہ علیہ وسلم غیب پر بخیل اور یہی فی الحقیقت درست ہے، تفسیر معالم التنزیل وتفسیر خازن میں اسی آیت کے تحت مرقوم ہے ای انه صلی اللہ علیه وسلم یاتیه علم الغیب فلا یبخل به علیکم بل یعلمکم ویخبرکم به ولا یکتمه، یعنی نبیٔ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو علمِ غیب حاصل ہے، وہ تم کو غیب بتانے سے بخل نہیں فرماتے بلکہ تم کو خبر دیتے ہیں اور غیب کو نہیں چھپاتے۔

مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی مذکورہٗ بالا آیتِ کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ "یعنی یہ پیغمبر ہر قسم کے غیوب کی خبر دیتا ہے، ماضی سے متعلق ہوں یا مستقبل سے اللہ کے اسماء وصفات سے یا احکامِ شرعیہ سے یا مذہب کی حقیقت وبطلان سے یا جنّت ودوزخ کے احوال سے یا واقعات بعد الموت سے ان

چیزوں کے بتانے میں ذرا بخل نہیں کرتا۔

(حاشیہ قرآن شبیر احمد عثمانی صـ۱۲۴)

وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولٰکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاءؕ اور اللہ کی شان یہ نہیں اے عام لوگو تم کو غیب کا علم دے، ہاں اللہ چن لیتا ہے، اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہیئے، الفتوحات الالہیۃ بتوضیح تفسیر الجلالین للدقائق الخفیہ جلد اول صـ۳۰۸ میں ہے:۔

والمعنٰی ولکن اللہ یجتبی ای یصطفٰی من رسلہ من یشاء فیطلعہ علی الغیب اور معنی یہ ہیں لیکن اللہ جل شانہٗ چھانٹ لیتا ہے یعنی برگزیدہ کرتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے پس مطلع کرتا ہے، اس کو غیب پر۔ وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما. اور تم کو سکھا دیا جو تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے (جلالین)

ای من الاحکام والغیب یعنی احکام اور علم غیب۔

علمِ غیب احادیث واقوال محدّثین کی روشنی میں!

آیاتِ کریمہ اور مفسرین کے مختصر اقوال کے بعد آئیے اب احادیث شریفہ کا جلوہ دیکھیئے عن عمر قال قام فینا رسول اللہ علیہ وسلم مقامًا فاخبرنا بلدءِ الخلق حتّٰی دخل اھل الجنتہ منازلھم واھل النّار منازلتھم حفظ ذالک من حفظ ونسیہٗ من نسیہ۔

رواہ البخاری از مشکوٰۃ شریف صـ۵۰۶ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی

ہے کہ رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلم نے ہماری مجلس میں قیام فرما کر ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتیوں اور دوزخیوں کے اپنی منزلوں میں داخل ہونے تک کی خبر دی اور فرمایا جس نے یاد رکھا اس نے یاد رکھا جس نے بھلا دیا بھلا دیا۔

ارشاد الساری شرح بخاری، مرقاہ شرح مشکوٰۃ، میں حدیث نمبر ا کے تحت فرمایا

فیہ دلالۃ علٰی انہٗ اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات من ابتدا ئھا الٰی انتھائھا اس حدیث میں دلالت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ایک ہی مجلس میں ساری مخلوقات کے سارے احوال کی ابتداء تا انتہا خبر دے دی۔

امیر المومنین حضرتِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بار نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہو کر ابتدائے مخلوق سے لے کر جنتیوں کے جنت اور دوزخ جانے تک کا حال ہم سے بیان فرمادیا، یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھول گیا جو بھول گیا۔

(صحیح بخاری جز ثانی صـ۲۰۷)

فائدہ:۔ اس حدیث کی شرح میں مُلّا علی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ اس موقع پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام گذشتہ امتوں کے جملہ احوال کو بیان فرمایا، اور جنتیوں کو جنت اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک اپنی امّت کو جتنے خیر وشر کے حالات پیش آنے والے تھے، ان سب کی طبعین فرمادی۔

نیز علّامہ عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرمایا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم

نے شروعِ مخلوق سے لے کر دوزخ وجنت میں استقرار تک یکے بعد دیگرے ایک ایک چیز کو بیان فرمایا، اِس حدیث میں دلالت ہے کہ آپ نے ایک ہی مجلس میں ابتداء سے انتہا تک مخلوقات کے تمام احوال کو بیان فرمادیا، اور ایک ہی مجلس میں یہ سب کچھ بیان فرمانا آپ کا بہت بڑا معجزہ ہے۔"

(مرقاۃ، ج ۵ ص ۳۲۷)

حضرت عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نمازِ فجر کے بعد سے غروبِ آفتاب تک خطبہ ارشاد فرمایا، بیچ میں ظہر وعصر کی نمازوں کے سوا کچھ کام نہ کیا۔

فَاَخْبَرَنَا بِمَا کَانَ وَبِمَا هُوَ کَائِنٌ وَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا

پس جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہوگا، وہ سب کچھ ہم سے (تفصیلاً) بیان فرمادیا، ہم میں زیادہ علم اس کو ہے جسے زیادہ یاد رہا۔

(مسلم شریف جلد ۲ ص ۳۹۰)

حضرت عبدالرحمٰن بن عائش سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:-

میں نے اپنے ربِّ عزّوجل کو دیکھا، پس اس نے اپنا دستِ قدرت میری پشت پر رکھا، جس کی ٹھنڈک میرے سینے میں محسوس ہوئی، فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ پس جو کچھ زمین وآسمانوں میں ہے میرے علم میں آگیا۔"

(مشکوٰۃ شریف ص ۷۰) بحوالہ دارمی وترمذی شریف)

فائدہ:- اس حدیث کی شرح میں مُلّا علی قاری نے علامہ ابن حجر سے فرمایا کہ ساتوں آسمانوں بلکہ ان سے بھی اوپر، اور ساتوں زمینوں بلکہ ان سے بھی نیچے کی تمام کائنات کا حضور کو علم ہوگیا، علّامہ طیبی نے فرمایا اللہ تعالےٰ نے حضور پر تمام غیبوں کے دروازے کھول دیئے۔

(مرقات جلد ۵ ص ۲۶۳)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تمام علومِ جزوی وکلّی کا حضور نے احاطہ فرمالیا، صلی اللہ علیہ وسلّم۔

(اشعتہ اللمعات ص ۲۶۲)

حضرت عبداللہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آخر زمانہ میں مسلمان ایک جہاد کے سلسلہ میں مشغول ہوں گے کہ اچانک ان کو دجال کی اطلاع ملے گی، پس وہ اس کی طرف متوجہ ہوں گے اور دس سواروں کو حالات معلوم کرنے کے لئے اپنے آگے روانہ کریں گے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک "میں ان سواروں اور ان کے باپوں کے نام اور ان کے گھوڑوں کے رنگ پہچانتا ہوں" وہ لوگ اُس وقت روئے زمین پر بہترین سوار ہوں گے۔"

(مشکوٰۃ شریف ص ۴۶۷) بحوالہ مسلم شریف

فائدہ:- ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ یہ چیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات سے ہے اور اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آپ کا علم کائنات کی تمام کلیّات وجزئیات کو محیط ہے۔

(مرقات، جلد ۵ ص ۱۶۲)

حضرتِ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اب سے قیامت تک جتنے فتنے ہونے والے ہیں مجھے ان کے متعلق سب لوگوں سے زیادہ علم ہے، کیونکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بالخصوص مجھے ان کی خبر دی ہے، نیز حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک بار ہم میں کھڑے ہو کر اس وقت سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا سب بیان فرما دیا اور کوئی چیز باقی نہ چھوڑی، جسے یاد رہا یاد رہا اور جو بھول گیا بھول گیا۔

(مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۳۹۰)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم دنیا ختم ہونے تک جتنے فتنوں کے گمراہ بانی اور لیڈر پیدا ہونے والے تھے ان کے فرقے کے تین سو آدمی ہوں یا اس سے زیادہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی کا ذکر نہیں چھوڑا، آپ نے ان میں سے ہر ایک کا نام، اس کے باپ کا نام اور اس کے قبیلہ کا نام ہمیں بتا دیا۔

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۶۳) بحوالہ ابوداؤد شریف)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس حال میں تشریف لائے کہ آپ کے دونوں ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں، فرمایا، کیا جانتے ہو یہ دو کتابیں کیسی ہیں؟ ہم نے عرض کیا حضور کے بتانے کے بغیر ہم نہیں جانتے، پس آپ نے پہلے دہنے ہاتھ کی کتاب کے متعلق فرمایا کہ یہ رب العالمین کی طرف سے ہے اور اس میں تمام اہلِ جنت اور ان کے باپوں اور قبیلوں کے نام مذکور ہیں، اور آخر میں کل اہلِ جنت

کی تعداد کی میزان ہے، پس اس میں نہ کمی ہوگی نہ زیادتی، پھر حضور نے اپنے دوسرے ہاتھ کی کتاب کے متعلق فرمایا کہ یہ رب العالمین کی طرف سے ہے اور اس میں تمام دوزخیوں ان کے باپوں اور قبیلوں کے نام درج ہیں اور آخر میں کل دوزخیوں کی تعداد کی میزان ہے، پس ان میں سے نہ کمی ہوگی نہ زیادتی۔

(الحدیث (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۱) بحوالہ ترمذی شریف)

فائدہ:۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم شروع دنیا سے آخر تک تمام گذشتہ موجودہ اور آئندہ مومنین و کافرین اور ہر زمانے اور ہر ملک کے کل جنتی مرد اور عورت اور تمام دوزخی مردوں اور عورتوں کو جانتے ہیں، ان کی اجمالی و تفصیلی اور انفرادی و مجموعی تعداد سے واقف ہیں اور آپ کو ان سب اہلِ جنت و اہلِ دوزخ اور ان کے باپوں، اور قبیلوں برادریوں کے نام معلوم ہیں۔ فللحمد للہ علیٰ ذٰلک

بخاری کتاب الاعتصام باب الکتاب والسنۃ اور تفسیر خازن میں زیر آیت لا تسئلوا عن اشیاء اِن تبد لکم قام علی المنبر فذکر السّاعۃ وذکر ان بین یدیھا امورًا عظاما ثم قال مامن رجل احب ان یسال عن شیءٍ فلیسال عنہ فواللہ لا تسئلونی عن شیءٍ الاخبرتکم مادمت فی مقامی ھٰذا فقام رجلٌ فقال این مدخلی قال النار فقام عبداللہ ابن حذافۃ فقال من ابی قال ابوک حذافۃ ثم کثیران تقول سلونی سلونی۔ حضور علیہ السلام منبر پر کھڑے ہوئے پس قیامت کا ذکر فرمایا اور فرمایا اس سے پہلے بڑے بڑے واقعات ہیں۔ پھر

فرمایا جو شخص جو بات پوچھنا چاہے پوچھ لے، قسم خدا کی جب تک ہم اس جگہ منبر پر ہیں تم کوئی بات ہم سے نہ پوچھو گے، مگر ہم تم کو اس کی خبر دیں گے، ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا، میرا ٹھکانا کہاں ہے؟ فرمایا جہنم، عبداللہ ابن حذافہ نے کھڑے ہو کر دریافت کیا میرا باپ کون ہے؟ فرمایا حذافہ، پھر بار بار فرماتے رہے پوچھو پوچھو!

علمِ غیب کے معنٰی کی تحقیق از روئے تفاسیر!

صاحبِ تفسیرِ بیضاوی فرماتے ہیں والمراد بہ الخفی الذی لایدرکہ الحس ولا تقتضیہ بداھۃ العقل غیب اس پوشیدہ چیز کا نام ہے جس کو حس ادراک نہیں کرتی اور بداہتہ عقل پا نہیں لیتی (اس میں منکرین کا یہ من گھڑت اصول کہیں درج نہیں کہ علمِ غیب کی تعلیم نہیں ہو سکتی، کیونکہ یہ نصوص قرآنیہ کی صراحتہً خلاف ہے اور نہ ہی اس کی تصریح کہ تعلیم سے غیب پر غیب کا اطلاق نہیں ہوتا) معترضین محض اپنی غلاظتِ قلبی کی وجہ سے خلاف تصریحات مفسرین لکھ دیتے ہیں اور کتبِ معتبرہ کی طرف اصلاً التفات نہیں کرتے افسوس کہ مسائلِ دینیہ میں ایسی بے بنیاد ہوا بندیاں اہلِ علم کی شایانِ شان نہیں، مگر یہ ضد و تعصب ہے کہ محض اپنی مرضی سے بے سند جو چاہے لکھ دیا اور اس پر کوہِ ہمالیہ کی طرف اڑ گئے، تفسیرِ کبیر ملاحظہ ہو، آیۂ کریمہ یؤمنون بالغیب کے تحت مسطور ہے قول جمھور المفسرین ان الغیب ھوالذی یکون غائباً عن الحاسۃ ھذا الغیب ینقسم الی ما علیہ دلیل والی مالادلیل

علیہ۔ جمہور مفسرین کا قول ہے کہ غیب وہ ہے جو حواس سے غائب ہو، پھر اس غیب کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جس پر دلیل نہ ہو، جس غیب کی دلیل نہ ہو وہ حضرتِ حق سبحانہٗ تعالٰے جل وعلا کے ساتھ خاص ہے، رہا وہ غیب جس پر دلیل ہو وہ مخلوق کے ساتھ خاص ہے کیونکہ اللہ عزوجل کا علم تو کسی دلیل یا تعلیم کا محتاج ہی نہیں تو لازماً اس قسم کا غیب بندوں کے ساتھ خاص ہوگا، امام الوہابیہ کا یہ قول سراپا بول کتنا مضحکہ خیز اور باطلِ محض ہے کہ غیب وہ ہے جو اللہ عزوجل نے کسی کو تعلیم نہ فرمایا ہو، کیا مولیٰ عزوجل غیب کی تعلیم پر قادر نہیں، مولٰے عزوجل ارشاد فرماتا ہے وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء دیکھئے اس آیت میں کیسا صاف فرمادیا کہ مجتبٰے رسولوں کو غیب پر مطلع فرماتا ہے۔

نبی کا معنٰے ہی غیب بتانے اور عالمِ غیب کی خبریں دینے والا ہے کیونکہ لفظِ نبی نبأٌ سے مشتق ہے اور نبأٌ خبر کو اور نبی یا فاعل کے معنی میں ہوگا یا مفعول کے معنی میں پہلی صورت میں اس کے معنی ہیں غیب کی خبریں دینے والا اور[؎] دونوں صورتوں میں نبی کا غیب جاننا اور غیب کی خبریں بتانا واضح و ظاہر ہے، حضرت امام قاضی عیاض نے فرمایا فالنبوۃ فی لغۃ من ھمامخوذۃ من النباء وھوالخبر والمعنی ان اللہ اطلعہ علی غیبہ یعنی نبوت نبا سے ماخوذ ہے اور نباءٌ خبر کو کہتے ہیں، اور نبی وہ ہے کہ جس کو اللہ تعالٰی نے اپنے غیب پر مطلع فرمایا"

پھر فرمایا النبوۃ .. ھی الاطلاع علی الغیب یعنی نبوت کا معنٰی ہی

؎ اور دوسری صورت میں اس کے معنٰے ہیں غیب کی خبریں دیا ہوا۔

غیب جاننا ہے۔" (شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۱۶۰، ۱۶۱)

حضرت علامہ عسقلانی شارح صحیح بخاری نے مواہبِ لدنیہ میں اور دیگر علماءِ اعلام نے بھی اپنی تصانیف میں اسی طرح فرمایا، اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ نبی کا معنیٰ غیب جاننے اور غیب کی خبریں بیان فرمانے والا ہے۔

سوال نمبر ۱ کے ساتھ یوں تحریر کرنا کہ عمر کہتا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام اور خصوصًا حضور علیہ السلام عالم الغیب ہیں، اس ڈھٹائی اور سینہ زوری کا بھی کوئی ٹھکانا ہے اور اس شرمناک کذب بیانی کی بھی کوئی حد ہے، کون سا عمر ہے جو یہ کہتا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام اور حضور علیہ السلام عالم الغیب ہیں؟

علمائے اہلسنت بریلی کا ہرگز ہرگز یہ مسلک نہیں کہ حضور سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم بلا تعلیم خداوندی خود بخود غیب جانتے ہیں، ہمارے نزدیک وہ شخص منکرِ ضروریاتِ دین ہے جو یوں کہے کہ سرکارِ دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم خود غیب جانتے ہیں، باقی رہا ماضی، حال اور مستقبل جمیع اشیاء ماکان ومایکون روزِ اول سے تا قیامِ قیامت کا علم تو یہ ہم مدلل ومفصل ناقابلِ تردید نصوص کی روشنی میں اوپر نقل کر چکے ہیں، وہاں ملاحظہ ہو، حضورِ اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کا علمِ غیب بتعلیم خداوندی جب کہ قرآن واحادیث کے دلائلِ قاہرہ سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہے تو خود بقولِ وہابی لوگ اس کے منکر ہیں، ان کے متعلق ہمارا فتویٰ وہی ہے جو منکرِ قرآن واحادیث کے متعلق ہونا چاہیئے۔

۲۔ ہمارے نزدیک لفظ "عالم الغیب" کا اطلاق خاص ذاتِ باری تعالےٰ

کے لئے مخصوص ہے، بلاشبہ مولیٰ عزوجل عالم الغیب ہے اور کسی دوسرے پر اس کا اطلاق درست نہیں اور جو شخص حضورِ اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب نہ مانے وہ کافر نہیں، اور اس میں شک نہیں جیسا کہ ہم دلائل سے ثابت کر کے آئے ہیں کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کو مولےٰ عزّوجل کے فضل وکرم سے جمیع اشیاء ماکان ومایکون ابتدائے دنیا تا قیامِ قیامت ماضی وحال ومستقبل کے جملہ علوم عطا فرمائے گئے اور آپ بتعلیم خداوندی ہر چیز کا علم رکھتے ہیں، اور اگر منکرِ معاند میں دم ہے اور اس کے مذہبِ نامہذب میں ذرہ بھر بھی صداقت ہے تو ایک آیت یا حدیث ایسی پیش کرے جس سے صاف ظاہر ہو کہ حضورِ اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کو ابتدائے دنیا تا قیامِ قیامت فلاں چیز کا علم عطا نہیں فرمایا گیا، قرآن وحدیث کے کسی ایسے حوالہ سے جس میں ذاتی وغیر متناہی علمِ غیب کی نفی ہو سے استدلال کرنا سراسر جہالت اور مسئلۂ زیرِ بحث سے فرار ہے، کیونکہ جب ہمارا یہ عقیدہ ہے ہی نہیں کہ حضور عالم الغیب ہیں اور آپ خود بخود بغیر تعلیمِ خداوندی غیب جانتے ہیں تو اس باطل چیز کو ہماری طرف نسبت کر کے افترا کرنا اور پھر سینہ زوری سے اس کا رد کرنا سراسر ڈھٹائی اور بے شرمی ہے، اور اہلِ علم کی شایانِ شان نہیں۔

۳۔ اب فقہائے احناف کی ان عبارات کا جواب سنئے جو آپ کی حماقت کے باعث آپ کی گمراہی کا باعث بنیں اور آپ کو ان کے ظاہری الفاظ سے دھوکا لگا اور آپ نے ان فقہائے کرام کی منشاء کے خلاف ان کی عبارات اپنی باطل مراد کے لئے پیش کر ڈالیں۔

۱۔ رجل تزوج امرأة بغیر شهود فقال الرجل للمرأة خدائے را وپیغمبر را گواہ کردیم قالوا یکون کفرا لانه اعتقد ان رسول الله صلی الله علیه وسلم یعلم الغیب وهو ما کان یعلم الغیب حین کان فی الاحیاء فکیف بعد الموت۔ (فتاوے قاضی خان ص۸۸۳)

ترجمہ:۔ ایک شخص نے بغیر گواہوں کے ایک عورت سے نکاح کیا اور نکاح کے وقت عورت سے یوں کہا کہ ہم اللہ تعالےٰ اور رسول صلعم کو گواہ مانتے ہیں، فقہائے کرام نے فرمایا کہ اس شخص کا یہ کہنا کفر ہے کیونکہ اس نے یہ اعتقاد کر لیا ہے کہ آپ غیب جانتے ہیں، حالانکہ جب آپ زندگی میں غیب نہیں جانتے تھے تو بھلا بعد وفات غیب کیسے جانتے ہیں۔

جواب:۔ اگر آپ اس عبارت سے معتقدِ علمِ غیب حضور سیدِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو کافر ٹھہرانا چاہتے ہیں، اس میں بعض یا کل کی تصریح نہیں اور بعض علوم غیبیہ کے تو آپ بھی قائل ہیں جیسا کہ سوال نمبر۲ میں گزرا، بلکہ آپ کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے تو حفظ الایمان ص۸ پر صاف لکھا ہے بعض علوم غیبیہ میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو جانوروں، پاگلوں، حیوانات، بہائم و مجانین کو بھی حاصل ہے۔ قاضی خان کی اس عبارت سے جس طرح آپ نے ہمیں کافر بنانے کی سعیٔ نامسعود کی اس طرح آپ اور آپ کے حکیم الامت تھانوی صاحب کافر ہوئے، کیونکہ آپ اور آپکے حکیم الامت تھانوی دونوں ہی بعض علمِ غیب کے تو قائل ہیں، یا تو آپ مطلقاً علمِ غیب کا انکار کریں یا بصورتِ دیگر ہماری طرح اپنے بھی کفر کا اقرار کریں۔ تو یہ تھا الزامی جواب اب تحقیقی جواب ملاحظہ ہو

اولاً عبارت قاضی خان پر بالغ نظری سے غور فرمائیے، اس میں لفظ قالوا موجود ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے اور قاضی خان وغیرہ کی عادت ہے کہ وہ قالوا اس مسئلہ پر لاتے ہیں جو خود ان کے نزدیک غیر مستحسن ہو اور ائمہ سے مروی نہ ہو، اور یہ ہمارا اجتہاد اور خیالی و عقلی بات نہیں بلکہ شامی جلد۵ صفحہ ۴۴۵ میں ہے، لفظة قالوا تذکر فیما فیه خلاف کما صرحوا به اور غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی بحث قنوت میں ہے وکلام قاضی خان یشیر الی عدم اختیاره له حیث قال واذا صلی علی النبی علیه صلوٰة والسلام فی القنوت قالوا لا یصلی علیه فی القعدة الاخیرة ففی قوله قالوا اشارة الی عدم استحسانه له والی انه غیر مروی عن الائمة کما قلناه فان ذلك من المتعارف فی عباراتهم لمن استقراها والله تعالےٰ اعلم لو صاحب ساری فریب کاری اور دجل کا پردہ چاک ہو گیا ہے اور اہلِ علم پر روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ قاضی خان کی یہ عبارت خود قاضی خان کے نزدیک بھی غیر مستحسن اور غیر مروی اور ضعیف ہے، جسکا اس کے ساتھ حکم کرنا سخت ممنوع اور جہالت ہے، صاحبِ عقلِ سلیم کیلئے تو اتنا ہی کافی تھا مگر مؤلفِ رسالہ کی اندرونی حالت چونکہ صاف معلوم نہیں ہوتی لہٰذا مزید تصریح سنئے، درمختار میں ہے اِن الحکم والفتیا بالقول المرجوح جهل وخرق للاجماع، درمختار میں بھی یہی قاضی خان والا مسئلہ ہے، وہاں بھی لفظِ قیل ضعف کی دلیل ہے، درمختار کتاب النکاح میں تزوج بشهادت الله ورسوله صلے الله علیه وسلم لم یجز بل قیل یکفر، شامی

میں ہے (قولہ یکفر) لانہ اعتقد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب قال فی التاتارخانیۃ وفی الحجۃ ذکر فی الملتقط انہ لا یکفر لان الاشیاء تعرض علی روح النبی صلی اللہ علیہ وسلم وان الرسل یعرفون بعض الغیب قال اللہ تعالٰی عالم الغیب فلا یظہر علٰی غیبہٖ احدا الا من ارتضٰی من رسولٍ خلاصہ یہ ہے جس نے کفر بنایا ہے اس کے نزدیک اعتقاد علم غیب سبب ہے، تاتارخانیہ اور حجۃ میں ملتقط سے نقل کیا ہے کہ اس اعتقاد سے آدمی کافر نہیں ہوتا اس لئے کہ روحِ پاک نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر اشیاء پیش کی جاتی ہیں اور رسول بعض غیب کو جانتے ہیں، فرمایا اللہ جل شانہ نے عالم الغیب فلا یظہر الخ۔

نوٹ:۔ اس جگہ بعض غیب کا لفظ شائد منکر اپنی دلیل بنائے تو یہ بعض علم غیب اللہ کے مقابلہ میں ہے ورنہ مخلوق کے اعتبار سے حضورِ اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کا بعض بھی کل ہے اور اس پر بکثرت دلائل موجود ہیں۔

آئیے اور ملاحظہ فرمائیے، معدن الحقائق شرح کنز الدقائق اور خزانۃ الروایات میں ہے وفی النصرات والصحیح انہ لا یکفر لان لانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام یعلمون الغیب ویعرض علیہم الاشیاء فلا یکون کفرا یعنی مضمرات میں ہے کہ صحیح یہ ہے کہ کافر نہیں ہوتا اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام غیب کے عالم ہیں اور ان پر اشیاء پیش کی جاتی ہیں، پس کفر نہ ہوگا، شامی باب المرتدین میں مسئلہ بزازیہ کرکے فرماتے ہیں حاصلہ ان دعوی الغیب معارضۃ لنص القرآن لیکفر بہا الا اذا اسند ذالک صریحا او دلالۃ الٰی سبب من اللہ کوحی

والالہام یعنی غیب کا دعوے نصِ قرآنی کے معارض ہے پس اس کا مدعی کافر ہوجائے گا، لیکن اگر اس نے صریحاً یا دلالۃً کسی سبب کی طرف نسبت کرلی ہے جو اللہ کی جانب سے ہو مثل وحی والہام وغیرہ کے تو کافر نہیں۔

(ب) وفی الخانیۃ والخلاصۃ لو تزوج بشہادۃ اللہ ورسولہٖ لا ینعقد النکاح ویکفر لاعتقادہٖ ان النبی یعلم الغیب۔ ترجمہ فتاویٰ قاضی خان اور خلاصۃ الفتاویٰ میں ہے کہ اگر کسی شخص نے اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنا کر نکاح کیا تو نکاح سرے سے ہی منعقد نہ ہوگا۔ اور وہ شخص کافر ہوجائے گا کیونکہ اس نے یہ اعتقاد کرلیا ہے کہ آپ غیب جانتے ہیں۔ (بحر الرائق ص۸۸)

جواب:۔ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ کوئی شخص محض اپنی مرضی سے اللہ رسول جل جلالہٗ وصلے اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنا کر ہی نکاح نہ کرے بلکہ سنت و شریعت کے مطابق اپنے احباب و متعلقین میں سے گواہ بنائے، اور غیب جاننے کی جو نفی کی گئی ہے وہ صحیح ہے، ہم نے کب دعوے کیا ہے کہ حضور علیہ السلام (بلا تعلیم خداوندی) غیب جانتے ہیں، بلاشبہ جو یہ عقیدہ رکھے کہ حضور بلا تعلیم الٰہی خود بخود غیب جانتے ہیں وہ کافر ہے، معلوم نہیں کہ معترض معاند نے بحر الرائق کی اس سیدھی سی بات کو اپنی باطل مراد کی دلیل کیسے سمجھ لیا۔ اگر یہی بات ہے پھر بانیٔ مدرسۂ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی بھی کافر بلکہ اشد کافر ہوئے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ، وہ تحذیر الناس ص۴ پر فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اولین وآخرین کے علوم دئیے گئے اور پھر ص۹ پر فرماتے ہیں کہ

النبی اولیٰ بالمومنین من انفسہم سے ثابت ہوا کہ حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو مومنین کی جانوں سے وہ قرب حاصل ہے کہ ان کی جانوں کو بھی نہیں، یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مسلمانوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ فرمائیے بانیٔ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی بحرالرائق کی اس عبارت سے کافر ہوئے یا نہیں؟ اگر ہوئے تو اعلان کیجئے ورنہ سنّی بریلوی کیوں؟

ج :۔ ثم اعلم ان الانبیاء علیھم السّلام لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ما اعلمھم اللہ احیانا وذکر الحنفیۃ تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی علیہ السّلام یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالیٰ قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ ۔ المسائرہ ص۸۸ جلد۲۔ شرح فقہ اکبر ص۱۸۵ ۔

ترجمہ :۔ پھر جان لے کہ انبیاء علیہم السلام مغیبات کا علم نہیں رکھتے، مگر صرف اس قدر کہ ... جس کا علم ان احیاناً عطا فرمایا اور فقہاء نے صراحت کے ساتھ ایسے اعتقاد رکھنے والے کی تکفیر کی ہے جو آپ کے لئے علم غیب ثابت کرتا اور اس کا اعتقاد رکھتا ہو، کیونکہ یہ عقیدہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے سراسر منافی ہے کہ آپ فرما دیجئے کہ جو مخلوق آسمان اور زمین میں ہے ان میں کوئی بھی غیب نہیں جانتا، اِن اللہ تعالیٰ ہی غیب کا علم رکھتا ہے اور بس۔

جواب :۔ کذا فی المسائرہ، جلد۲ ص۸۸ وشرح فقہ اکبر ص۱۵۸ سے جو جزئیہ نقل فرمانے کی زحمت گوارہ فرمائی اور اپنی جہالت بلکہ حماقت کا راز آشکارا کیا، معترض معاند نے قطعاً غور نہیں کیا کہ وہ اس عبارت کو کیوں پیش کر رہا ہے۔

اور اس عبارت سے اس کی کون سی باطل مراد کو تقویت ملتی ہے، حقیقتاً یہ عبارت تو عطائی علمِ غیب کے منکروں کے لئے سخت وبالِ جان بلکہ ایٹم بم سے کم نہیں اور اس کا ایک ایک لفظ علماء اہلسنت بریلوی کی زبردست تائید و تصدیق کر رہا ہے۔ ذرا خالی الذہن ہو کر غور فرمائیے کہ بریلویت کی کتنی زبردست تائید ہے، فرماتے ہیں۔

ترجمہ :۔ پھر جان لے کہ انبیاء علیہم السلام مغیبات کا علم نہیں رکھتے (یعنی بلا تعلیمِ الٰہی ذاتی طور پر) مگر صرف اس قدر جس کا علم اللہ تعالیٰ نے آپ کو احیاناً دیا ہے، اصلی عبارت کو آخر تک حرفاً حرفاً پڑھ جائیے، انشاء اللہ العزیز روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے گا کہ عبارت مذکورہ منقولہ میں علمِ غیب کی دو قسمیں بیان کی ہیں، اولاً یہ کہ علمِ غیب انبیاء نہیں جانتے، دوم یہ کہ جس قدر اللہ تعالیٰ نے بتایا اور تعلیم فرمایا، اور اس کی تصریح ہم پہلے ابتدائے مضمون میں تفصیلاً کر چکے ہیں کہ اللہ عزوجل کے فضل وعطا سے آپ کو ما کان وما یکون کا علم حاصل ہوا، مذکورہ حوالہ سے تو آپ کا یہ نظریہ ہی باطل ہو کر رہ گیا کہ علمِ غیب انبیائے کرام کے لئے ماننا شرک ہے، بقول آنجناب مذکورہ عبارت میں جس قدر سے اگر بعض علوم غیبیہ بھی مراد لئے جائیں تو یہ بھی آپ کے لئے سخت وبالِ جان ہے، کیونکہ جب بعض سے شرک نہیں تو کل سے کیسے شرک ہوا، کیا غیرِ خدا کے لئے چند سجدے کرنا شرک نہیں؟ جیسے غیرِ خدا کو چند سجدے کرنا شرک اور خالص شرک ہے، اسی طرح عمر بھر اس کی عبادت اور سجدہ کرنا شرک ہے، اسی طرح جب کل علم ماننا شرک

ہے تو بعض ماننا بھی شرک ہونا چاہیئے، الحمد للہ اس عبارت میں تو صاحب شرحِ فقہ اکبر نے تسلیم فرمایا ہے کہ انبیائے کرام غیب کا علم ذاتی طور پر نہیں رکھتے، وہ خود بخود غیب کے عالم نہیں ہوتے بلکہ حسب قدر اللہ تعالےٰ عطاء فرماتا ہے، یہاں یہ بھی ثابت ہوا کہ علمِ غیب تعلیم فرمانے کے بعد بھی علمِ غیب ہی رہتا ہے، کیونکہ ظاہر ہوتا ہے حضور علیہ السلام ہی پر ہوتا ہے، علم ہوتا ہے تو حضور علیہ السلام ہی کو ہوتا ہے جو عوام سے غیب ہے، اس کا علم حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کو ہے۔ باقی رہی آیۂ کریمہ

قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ۔ اس آیتِ کریمہ کو اپنی تائید میں تلاوت فرمانے سے پہلے ذرا آنکھوں سے پردہ اٹھا کر تفسیر المنوذج جلیل ملاحظہ فرمائیے، تفسیر مذکورہ میں ہے معناہ لا یعلم الغیب بلا دلیل الا اللہ او بلا تعلیم او جمیع الغیب، فرماتے ہیں اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ بغیر دلیل یا بغیر بتائے یا سارے غیب خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا، چنانچہ روض النضیر شرح جامع صغیر میں امام مناوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اما قولہ لا یعلم نفس بانہ لا لعلمھا احدٌ بذاتہ ومن ذاتہ الا ھو۔ امام نووی کے فتاویٰ میں ہے مسئلۃ ما معنی لقول اللہ تعالےٰ لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ وانبیاء ھو ذالک مع انہ قد علم ما فی غد من معجزات النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام وفی کرامات اولیاء رضی اللہ عنھم الجواب معناہ لا یعلم ذالک استقلالا واما المعجزات والکرامات وفعلت باعلام اللہ لا استقلالا اور امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ

علیہ کے فتاویٰ حدیثیہ میں ہے معناھا لا یعلم ذالک استقلالا وعلم احاطہ بکل المعلومات الا اللہ تعالےٰ واما المعجزات والکرامات فباعلام اللہ تعالےٰ لھم علمت وکذا اما علم باجراء العادت، آئیے اور ساتھ کے ساتھ شرحِ شفا خفاجی بھی ملاحظہ فرمائیے ھذا لا ینافی الآیات الدالۃ علی انہ لا یعلم الغیب الا اللہ تعالےٰ فان المنفی علمہ من غیر واسطۃ واما اطلاعہ علیہ باعلام اللہ تعالےٰ فامر متحقق بقولہ فلا یظھر علی غیبہ احدا مذکورۂ بالا عبارات سے وہابیت نجدیت اور اس کی لختِ جگر دیوبندیت کا جنازہ نکل گیا، بفضلہٖ تعالےٰ کتبِ فقہ کی روشنی میں ناقابلِ تردید دلائلِ قاہرہ سے ثابت ہوا کہ صاحبِ شرح فقہِ اکبر نے جو آیت قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ وما یشعرون ایان یبعثون سے جو استدلال کیا ہے فقط اور فقط ذاتی علمِ غیب کی نفی میں ہے، کیوں جناب کیا۔۔ آج چودھویں صدی میں اس آیت کا صحیح مفہوم آپ ہی سمجھے ہیں، اور مذکورۂ بالا محققینِ کرام معاذ اللہ سب جاہل تھے؟ کچھ شرم و حیا سے کام لو اور خوامخواہ بے سوچے سمجھے الٹی گنگا نہ بہاؤ، مذکورۂ بالا اکابر محققین کی ان روشن تصریحات کے بعد اگرچہ ضرورت تو نہیں کہ اس سلسلہ میں کچھ لکھا جائے، لیکن عبارت کو بالکل بے غبار ثابت کرنے کے لئے خود شرحِ فقہ اکبر کے اپنے حوالہ سے ان کا عقیدہ بیان کیا جاتا ہے، تاکہ منکرین معاندین پر پوری طرح اتمامِ حجت قائم ہو اور انہیں صراطِ مستقیم صاف نظر آنے لگے، لیجئے جن ملا علی قاری کی عبارت سے آپ کو دھوکہ لگا وہ آپ کے عقائدِ باطلہ نظریاتِ فاسدہ

کی دھجیاں شرحِ شفا جلد اول ص۱۱ میں اُڑاتے ہیں اور فرماتے ہیں وما اطلع علیہ من (الغیوب) ای الامور الغیبیۃ فی الحال (وما یکون) ای سیکون فی الاستقبال، ترجمہ: حضورِ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو امورِ غیبیہ حال و استقبال پر مطلع فرمایا گیا، کیوں مُلّا جی! کیا مُلّا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری آپ کی اس غلط بیانی سے اپنے فتویٰ سے خود کافر نہ ٹھہریں گے؟ کیا مُلّا علی قاری کو اتنا بھی علم نہ تھا کہ میں شرح شفاء جلد اول میں حضور علیہ السّلام کے لئے حال و استقبال کے غیب کا اِقرار کر چکا ہوں، یہ سب کچھ آپ کی علمِ دین اور اصولِ شریعت سے ناواقفیت کی بناء پر ہوا، کسی عبارت کے نقل کرتے وقت کم ازکم یہ تو دیکھنا چاہیئے کہ اس کے کیا نتائج برآمد ہوں گے اور آیا وہ میرے دعویٰ کی دلیل اور میرے عقائد و تحقیق کی مؤید بھی ہے یا نہیں، ہمارا ارادہ تھا کہ مؤلفِ رسالہ "اظہارِ حق" کی پیش کردہ تمام عبارات فقہ کا نمبروار مفصل و مدلل جواب دیں مگر چونکہ وہ تمام عبارات شرحِ شفا جلد ا صفحہ ۴۶۹ جواہر اخلاطیہ، فتاویٰ تاتارخانیہ، فتاویٰ والوالجیہ، مالا بد منہ، درمختار مترجم ص۱۰، ارشاد الطالبین ص۲۸ وغیرہ سب کی سب عبارت قاضی خان بحرالرائق قسم کی ہیں جو حکم و مضمون ان میں ہے وہی ان میں ہے تو ایک ہی چیز کے بار بار اعادہ سے کیا حاصل جب کہ ہم نے مؤلفِ رسالہ اظہارِ حق کے دلائل کا کھوکھلا پن بحوالہ کتبِ معتبرہ بیان کر دیا اور ان کے خانہ ساز استدلال کی پھڑکتی رگ پر ہی نشتر لگا دیا۔ ہمارے نزدیک ان کا صحیح مفہوم وہی ہے، جیسا کہ ہم اوپر مدلل و مبرہن بیان کرتے چلے آئے ہیں، یعنی بوقتِ نکاح سنت و شریعت کے مطابق اپنے

احباب و متعلقین میں سے گواہ بنائے جائیں اور محض اللّٰہ جل جلالہٗ و رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم یا فرشتوں کو گواہ بنا کر نکاح نہ کیا جائے اور باقی رہی علم غیب کی نفی تو بارہا تحریر ہوا کہ یہاں ذاتی علم کی نفی ہے، لہٰذا جب ہم ذاتی علمِ غیب کے قائل ہی نہیں تو آپ کے خانہ ساز شرک کا بیڑا غرق بخوبی ہو گیا۔ اور اگر ذاتی و عطائی کے عظیم فرق کے باوجود بھی اپنا شرکی وظیفہ جاری رکھیں تو پھر میں کہوں گا ؎

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر
اپنے بیگانے ذرا پہچان کر

تمام اکابر علمائے دیوبند کے پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللّٰہ صاحب مہاجر مکی شمائمِ امدادیہ صفحہ ۱۱۰ پر تحریر فرماتے ہیں کہ "لوگ کہتے ہیں کہ علمِ غیب انبیاء اولیاء کو نہیں ہوتا، میں کہتا ہوں کہ اہلِ حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک اور غیبیات کا ان کو ہوتا ہے"۔ حضرت عائشہ رضی اللّٰہ عنہا پر تہمت والے واقعہ کی دلیل غلط ہے، نیز مولوی اشرف علی تھانوی تکمیل الیقین ص۱۳۵ پر فرماتے ہیں کہ "رسل و اولیاء غیب اور آئندہ کی خبر دیا کرتے ہیں"۔ نیز بانیٔ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی تحذیر الناس صفحہ ۴ پر فرماتے ہیں کہ مثلاً علمِ اولین اور ہیں اور علمِ آخرین اور، لیکن یہ سب علوم حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم میں مجتمع ہیں، علاوہ ازیں مولوی خلیل احمد انبیٹھوی المہند عقائد علمائے دیوبند کے صفحہ ۱۲ پر فرماتے ہیں کہ ہمارا ایمان ہے کہ حضور صلے اللّٰہ علیہ وسلم کو اولین و آخرین کے علوم دیئے گئے، حاضر و ناظر کے متعلق مولوی قاسم نانوتوی بانیٔ مدرسہ

دیوبند تحذیر الناس صفحہ ۱۲ پر فرماتے ہیں کہ نبئ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو ہماری جان سے وہ قرب حاصل ہے کہ ہماری جانوں کو بھی نہیں (یعنی جان سے زیادہ قریب ہیں) مولوی رشید احمد گنگوہی نے امداد السلوک کے صفحہ ۱۳۵ پر صاف فرمایا کہ اپنے شیخ کی روح کو مرید اپنے پاس حاضر جانے۔

فرمائیے صاحب! مذکورہ بالا اکابر دیوبند کے نکاح باقی ہیں یا سب کے سب ٹوٹ گئے، اگر باقی ہیں تو علمائے اہلسنت بریلوی حضرات کے نکاح یہی عقیدہ رکھنے کے بعد کیسے ٹوٹ جاتے ہیں؟

اگر آپ کے علمائے دیوبند کے نکاح بھی ٹوٹ گئے اور آپ کے خود ساختہ اصول کے ماتحت ٹوٹ جانے چاہئیں تو پھر دریافت طلب یہ امر ہے کہ ان کی اولاد حلالی ہے یا حرامی؟ اگر حرامی ہے اور یقیناً آپ کے اصول کے مطابق ہے بھی حرامی تو مذکورہ بالا علمائے دیوبند کیا عمر بھر اپنی بیویوں سے زنا کرتے رہے؟

اب فرمائیے کیا حال ہے؟

مذکورہ بالا کتب کی عبارات اور فتوے کفر کی زد سے اپنے اکابر علمائے دیوبند کو بچانے کے لئے جو تاویل آپ کریں وہی ہماری طرف سے بھی متصور ہو، کیونکہ ہمیں پورا یقین ہے کہ آپ مندرجۂ بالا بریلوی عقائد کو اپنانے کے بعد بھی علمائے دیوبند کو کافر نہیں کہیں گے، پھر سنی بریلوی کیسے کافر مرتد ہوئے؟

*

مؤلفِ "اظہارِ حق" کی فقہ دانی کے نتائج!

بحمدہٖ تعالیٰ ہم نے قرآن و احادیث کتب تفاسیر، اقوال محدثین اور عبارات فقہ کرام کے علاوہ خود اکابر علماء دیوبند کی مستند تصانیف کے معتبر حوالوں سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا جواز ثابت کیا اور مولف رسالہ "اظہارِ حق" کو مسئلہ زیر بحث سے متعلق قرآن و احادیث کتب تفاسیر و اقوال محدثین سے عدم جواز کی قطعاً کوئی جاندار دلیل نہیں ملی۔ البتہ کتب فقہ سے بے محل و مسئلہ زیر بحث سے غیر متعلق عبارات نقل کر کے اس کے ساتھ مزید دو درجن برائے نام سوال تحریر کر ڈالے ہیں جن میں سے اکثر کے مدلل و مفصل جواب تو بحوالہ کتب معتبرہ علم غیب کے ثبوت و علم غیب کے معنیٰ کی تحقیق میں نقل کر دیئے گئے چونکہ عبارات فقہاء کرام آپس میں ملتی جلتی ہیں۔ اور اپنے اندر ایک ہی مضمون و الفاظ رکھتی ہیں ان کے علیٰحدہ علیٰحدہ جواب دینے کی بجائے اکٹھا ہی جواب لکھ دیا گیا کیونکہ ایک ہی چیز کے بار بار اعادہ سے کیا حاصل ہے۔؟

بعض سوالات ایسے ہیں کہ اہل علم کے نزدیک اصلاً لائق التفات نہیں مولف رسالہ اظہار حق نے اپنے سوالات کی تعداد بڑھانے اور مسئلہ زیر بحث کو طول دے کر الجھانے کیلئے بے سوچے سمجھے تحریر کر ڈالے ہیں جنہیں مسلک اہلسنت سے دور کا واسطہ بھی نہیں۔ مثلاً "بریلوی علماء کی کتب سے ظاہر ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عالم الغیب ہیں اس کے وہابی لوگ منکر ہیں وہ کافر ہیں۔ اظہار حق صفحہ ۱ اس ڈھٹائی اور

سینہ زوری کا بھی کوئی ٹھکانا ہے ایک غلط چیز کو علمائے اہلسنت کے ذمہ لگانا اور پھر اس کی تردید کرنا سراسر خباثت نہیں تو اور کیا ہے مولف رسالہ اظہار حق کے افترا کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ اس نے اتنا بڑا الزام لگاتے ہوئے علمائے بریلی کی کتب سے کسی حوالہ اور دلیل کی ضرورت محسوس نہیں کی صرف مولف رسالہ اظہار حق نہیں بلکہ نجد سے دیوبند تک وہابی ملاں اگر علمائے اہلسنت کی مستند کتب کے حوالہ سے مندرجہ بالا الفاظ دکھا دیں تو مبلغ یکصد روپے نقد انعام عدم ادائیگی کی صورت میں بذریعہ عدالت بھی وصول کیا جا سکتا ہے اگر نہ دکھا سکیں اور یقیناً نہ دکھا سکیں گے۔ تو کم از کم ایک لاکھ مرتبہ لعنت اللہ علی الکاذبین پڑھ کر اپنے سینہ پر دم کر لیں تاکہ شیخ نجدی دور ہو۔ حضرت جب آپ کو معلوم ہی نہیں تھا کہ علمائے اہل سنت بریلوی حضرات کا کیا مسلک ہے تو کیا کسی ڈاکٹر نے بتایا تھا کہ جلدی سے ایک رسالہ شائع کر کے بریلوی حضرات کو کافر و مرتد اور ان کے نکاحوں کو باطل قرار دو ورنہ تمہاری بواسیر ختم نہ ہوگی!

آپ کے سوال نمبر ۴ کا جواب یہ ہے کہ آپ نے جو عبارات فقہا کرام نوٹ کی ہیں۔ وہ بلاشبہ صحیح ہیں کتب بھی معتبر ہیں اور ذمہ دار فقہا احناف کی ہیں اور آپ نے بھی نقل کرنے میں قطعاً کوئی خیانت نہیں کی۔ مگر اس کے باوجود آپ کا مقصد حاصل نہیں ہو سکتا دریافت طلب یہ امر ہے کہ کیا آپ کی یہ پیش کردہ عبارات اکابر علمائے دیوبند خصوصاً جناب مولوی اشرف علی تھانوی صاحب، مولوی رشید احمد گنگوہی۔ مولوی

محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کی نظر سے نہیں گزریں کیا آپ ان سے بڑھ کر فقیہ اعظم ہیں ہمارا دعویٰ ہے کہ آج تک علمائے دیوبند نے علم غیب و حاضر ناظر کا عقیدہ رکھنے کے باوجود علمائے بریلی کی تکفیر نہیں کی اور جو یہ ثابت کر دے کہ اکابر دیوبند نے علم غیب و حاضر ناظر کا عقیدہ رکھنے والے علمائے بریلی کو کافر اور مرتد قرار دیکر ان کے نکاحوں کو باطل قرار دیا ہے تو ہم مزید یکصد روپیہ انعام دیں گے اور مولف رسالہ اظہار حق کی صداقت کا لوہا مان لیں گے۔ مگر ان شاء اللہ قیامت تک ثابت نہ کر سکیں گے۔ تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا ان اکابر دیوبند کے پیش نظر آپ کی پیش کردہ عبارات نہ تھیں یا وہ ان عبارات کا صحیح مفہوم جو آپ نے سمجھا ہے نہ سمجھ سکے تھے۔؟ اگر واقعی علم غیب و حاضر ناظر کا عقیدہ کفر تھا تو مولوی اشرف علی صاحب تھانوی سے ایک شخص نے پوچھا کہ ہم بریلی والوں کے پیچھے نماز پڑھیں تو نماز ہو جائے گی یا نہیں۔؟ انہوں نے فرمایا ہاں (ہو جاوے گی) "ہم ان کو کافر نہیں کہتے" (مجالس الحکمۃ مجلس پنجاہ و دوم ص ۱۵ نیز فتاویٰ دارالعلوم دیوبند میں صاف لکھا ہے کہ "مولوی احمد رضا خان بریلوی اور مولوی حشمت علی خاں لکھنوی کو کافر نہ کہا جائے" فرمائیے صاحب آپ کے اکابر نے ہمارے اکابر کو علم غیب و حاضر ناظر کا عقیدہ رکھنے کے باوجود کیوں کافر نہ کہا۔؟ کیا انہوں نے آپ کی پیش کردہ عبارات فقہا کرام کو نہیں پڑھا۔؟ یا انہیں سمجھنے سے قاصر رہے صرف آپ ہی سمجھے ہیں۔؟ اگر ہم علم غیب کا عقیدہ رکھنے سے کافر تھے تو کافر کو کافر نہ کہنے والا

کون ہوتا ہے۔؟ بقول آپ کے فقہاء کرام کی جن عبارات سے ہم کافر ہوئے لیکن جن تمام اکابر علماء دیوبند نے ہمیں کافر نہیں کہا۔ تو ان علماء دیوبند کے نزدیک فقہاء کرام تو ضرور مکفر ہوئے۔؟ کیوں کہ فقہاء کرام تو بقول آپ کے ہمیں علم غیب کا عقیدہ رکھنے کے جرم میں کافر و مرتد قرار دے رہے ہیں اور آپ کے اکابر دیوبند ہمیں مسلمان اور ہمارے پیچھے نمازیں جائز سمجھتے ہیں تو کیا انہوں نے عبارات فقہاء کرام کو مستند و معتبر نہ سمجھا۔؟ جب انہوں نے ہمیں کافر نہیں کہا تو ہمیں کافر کہنے والے فقہاء کرام تو اکابر دیوبند کی نظر میں ضرور مکفر ہوں گے۔؟ ذرا سنبھل کر جواب دو اور پھر دریافت طلب یہ امر ہے کہ جن فقہاءِ کرام کو آپکے اکابر زندگی بھر مکفر سمجھتے رہے، آپ ان کی عبارت سے کیوں استدلال کر رہے ہیں، امید ہے کہ اب بہت جلد عبارات فقہاءِ کرام کا مطلب سمجھ میں آجائیگا۔ چونکہ آپ کے تمام سوالات ایک ہی قسم کے ہیں اور مضمون کے اعتبار سے کوئی خاص فرق نہیں صرف حرفوں کا ہیر پھیر ہے اور بعض مسئلہ زیر بحث سے متعلق ہی نہیں اس لیے چند معقول قسم کے سوالات کا جواب دیا جاتا ہے غیر متعلق چیزوں کو نظر انداز کر دیا گیا ہے!

سوال نمبر ۱۶: ۔فقہاء احناف کی عبارات میں علم غیب کی نفی مطلقاً کی گئی ہے۔ ذاتی اور عطائی کا ان میں کوئی فرق نہیں اگر ہو تو کتب فقہ سے ایسی عبارت نقل فرماویں!

جواب! شامی باب المرتد میں مسئلہ بزازیہ ذکر کر کے فرماتے ہیں ان دعویٰ الغیب معارضۃ النص القرآن یکفر بہا الا اذا اسند ذالک صریحا او دلالۃ الٰی سبب من اللہ لوحی او الھام یعنی غیب کا دعویٰ نص قرآن کے معارض ہے۔ پس اس کا مدعی کافر ہو جائیگا لیکن اگر اس نے صریحاً و دلالۃً کسی سبب کی طرف نسبت کر لی ہے جو اللہ کی جانب سے ہو مثل وحی یا الہام وغیرہ کے تو کافر نہیں شامی کی اس عبارت سے ذاتی اور عطائی کا فرق بخوبی ظاہر ہے اور تمام کتب فقہ میں ذاتی علم غیب کے قائل کی تکفیر کی گئی ہے اگر کتب فقہ میں عطائی علم غیب کی تکفیر ہوتی تو اکابر دیوبند علماء بریلی کی ذاتی علم غیب کے قائل ہونے کے جرم میں ضرور تکفیر کرتے مگر اکابر دیوبند نے ایسا نہیں کیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ہم عطائی علم غیب کے قائل ہیں اور کتب فقہ میں تکفیر کی گئی ہے ذاتی علم غیب کے قائل کی جیسا کہ شامی کے مندرجہ بالا حوالہ میں مذکور ہے۔ عبارات اور بھی نقل کی جاسکتی ہیں مگر اختصار مانع ہے یہ بالکل غلط ہے کہ فقہاء کرام نے علم غیب کی مطلقاً نفی کی ہے اگر یہ صحیح ہے تو دلیل پیش کی جائے ذاتی اجتہاد نہ ہو!

سوال نمبر ۲۰، ۲۱ میں تحریر ہے کہ آپ کو عالم الغیب کہنا جائز ہے تو اس شخص کا یہ کہنا کل علم غیب پر دلالت کریگا یا جزی پر اگر جزی پر دال ہو تو ہر شخص کو عالم الغیب کہا جاوے کیوں کہ ہر شخص کو کم و بیش علم حاصل ہے!

جواب: ۔علماء اہلسنت میں سے کس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عالم الغیب کہا ہے؟ سچے ہو تو دلیل لاؤ لفظ عالم الغیب کا اطلاق فقط اللہ عزوجل کیلئے ہے۔ نیز سوال نمبر ۱۹ میں تو آپنے عالم الغیب کی مطلقاً نفی کی ہے۔ لیکن

اب آپ فرماتے ہیں کہ ہر شخص کو کم وبیش علم غیب ہے فرمائیے فقہاء کرام کے فتویٰ سے ہر ایک شخص کیلئے کم وبیش ہی سہی علم غیب مان کر بقول خود کافر ہوئے یا نہیں ــــ؟ آپ فرماتے ہیں ہر شخص کو کم وبیش علم غیب ہے قرآن کہتا ہے عالم الغیب فلا یظہر ۔۔ الخ اللہ عالم الغیب ہے اپنے غیب کو کسی پر ظاہر نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ فرمائیے صاحب اللہ تو اپنے غیب کو کسی پر ظاہر ہی نہیں کرتا اور آپ کہتے ہیں کہ ہر شخص کم وبیش علم غیب جانتا ہے۔ کیا یہ قرآن کے خلاف نہیں -؟ اور فقہا نے مطلقاً تکفیر کی ہے تو کیا آپ کافر نہ ہوئے باقی رسوال کا اصل جواب وہ تفسیر روح البیان جلد اول صـ۴۰۳ پر ملاحظہ فرمادیں لکھا ہے ترجمہ تمام اولیاء کا علم حضرات انبیاء کرام کے علم کی بہ نسبت ایسا ہی ہے جیسا سات سمندروں میں سے ایک قطرہ ہوتا ہے! فرمائیے جناب ہر شخص اور حضور کا علم کیسے برابر ہوا؟

مؤلف "اظہار الحق" سے چند سوال

(۱) آپ کی پیش کردہ عبارات بالکل صحیح ہیں اور کتب بھی معتبر ہیں اور حوالے نقل کرنے میں آپ نے خیانت بھی نہیں کی ان عبارات سے علم غیب کا عقیدہ رکھنے والوں کی تکفیر معلوم ہوتی ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اکابر علماء دیوبند مولوی اشرف علی تھانوی مولوی رشید احمد گنگوہی مولوی قاسم نانوتوی نے علم غیب کا عقیدہ رکھنے کے جرم میں علماء بریلی کی تکفیر کیوں نہیں کی -؟ آپ کی پیش کردہ کتب فقہ پر ایمان نہ

تھا کیا وہ غیر حنفی تھے کیا یہ کتابیں علماء دیوبند کے نزدیک معتبر نہ تھیں۔ فقہاء کرام نے تو علم غیب کا عقیدہ رکھنے والوں کی (بقول جناب) تکفیر کی ہے اور علماء دیوبند نے نہیں کی تو تمام فقہاء کرام علماء دیوبند کی نظر میں کافر ہوئے یا نہیں -- ؟ جن تمام فقہاء کرام کو آپ کے اکابر مکفر سمجھتے رہے آج آپ کس منہ سے ان کی عبارات پیش کر رہے ہیں!

(۲) آپ نے سوال نمبر ۱۶ میں لکھا ہے کہ فقہاء کرام نے علم غیب کی مطلقاً نفی کی ہے تو مولوی اشرف علی تھانوی صاحب حفظ الایمان حاجی امداد اللہ صاحب مرحوم شمائم امدادیہ میں مولوی قاسم نانوتوی صاحب تحذیر الناس میں، مولوی خلیل احمد صاحب المہند میں مولوی اشرف علی تھانوی تکمیل الیقین میں حضور علیہ السلام کیلئے علم غیب مان کر فقہاء کرام کی عبارات سے کافر ہوئے یا نہیں اور آپ کا ان کے متعلق کیا خیال ہے کیا وہ زندگی بھر زنا کرتے رہے ان کی اولاد حلالی ہے یا حرامی ہے! آپ اپنے اکابر کو کفر سے بچانے کیلئے جو تاویلیں کریں وہی ہماری طرف سے بھی متصور ہو!

(۳) آپ نے سوال ب- میں ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری کی شرح فقہ اکبر سے ایک عبارت نقل کر کے علم غیب کا عقیدہ رکھنے والوں کی تکفیر کی ہے ملا علی قاری مرحوم کی اس عبارت میں آپ کے نزدیک علم غیب کی مطلقاً نفی ہے اور اس میں حکم تکفیر بھی ہے۔ دیکھئے آپ کی اصل جہالت اور حماقت کا نتیجہ کہ علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح شفا جلد ۱

صـ۲۲۲ پر فرماتے ہیں (ما اطلع علیہ من الغیوب) ای امور الغیب فی الحال (وما یکون) ای سیکون فی الاستقبال ... یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو امور غیبیہ بہ حال و استقلال پر مطلع فرمایا گیا ا یہ علم غیب نہیں تو کیا ہے ؟ ! فرمایئے آپ کی فقہ دانی سے علامہ علی قاری علیہ الرحمۃ الباری اپنے فتاویٰ سے (معاذاللہ) خود کافر ہوئے یا نہیں ۔ ؟ ملا علی قاری کو کفر سے بچانے کی آپ جو تاویل کریں وہی ہماری طرف سے متصور ہو اگرچہ آپ تاویل کے قائل ہی نہیں !

۴ علم غیب کے ثبوت میں اور علم غیب کے معنی کی تحقیق میں ہمارے پیش کردہ تمام دلائل وحوالہ جات کا بذریعہ کتب توڑ کریں اور جواب دیں کہ ہمارے حوالہ جات صحیح ہیں کہ نہیں اور ہماری پیش کردہ کتب معتبر ہیں کہ نہیں ۔۔ ؟

۵ ہم نے علم غیب کے ثبوت میں جن مفسرین کرام و محدثین کی عبارات بریلوی مسلک کے ثبوت میں پیش کی ہیں فقہائے کرام کی عبارات کی روشنی میں آپ کے نزدیک وہ سب ہماری طرح کافر و مرتد ہیں یا نہیں ۔ ؟ ان کے نکاحوں کے متعلق کیا خیال ہے ۔۔ ؟

۶ آپ اس سلسلہ میں اگر آئندہ کوئی کتابچہ شائع کریں تو پہلے مسلک اہلسنت سے واقفیت کر کے قدم اٹھائیں ۔ ورنہ سخت ندامت و پریشانی ہوگی آپ جواب اپنے دعویٰ کی دلیل میں پیش کریں وہ آیت قطعی الدلالت ہو کہ جس کے معنی میں چند احتمال نہ نکل سکیں حدیث ہو تو متواتر ہو ، آیت یا حدیث سے علم غیب مطلق کی نفی دکھائی جائے کہ اللہ عزوجل فرمائے میں

میں اپنے حبیب کو فلاں چیز کا علم نہیں دیا یا خود حضور علیہ السلام فرمادیں مجھے فلاں چیز کا علم نہیں دیا گیا ، جس علم کی نفی ہو وہ واقعہ قیامت تک کا ہو ۔

تمام نجدیہ دہلوی ، سہارنپوری ، نانوتوی ، گنگوہی ، جنگی کو یہی سب کو دعوت عام ہے اجمعوا شرکاء کم چھوٹے بڑے اکٹھے ہو کر ایک آیت قطعی الدلالۃ یا ایک حدیث متواتر یقینی الافادہ چھانٹ لائیں جس سے صاف وصریح طور پر کہ تمامئ نزول قرآن کے بعد بھی جمیع اشیاء ما کان وما یکون سے فلاں چیز کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں دیا گیا ۔

دعا بعد نمازِ جنازہ کا ثبوت

مسئلۂ علم غیب کے علاوہ مؤلف رسالہ اظہار حق نے بعد نمازِ جنازہ "دعا" پر بھی طبع آزمائی فرمائی ہے ۔ لیکن موصوف کی محنت ٹھکانے نہیں لگی کیونکہ ان کے ایڑی چوٹی کا زور لگانے کے باوجود دعا بعد نمازِ جنازہ کے ناجائز ، حرام و بدعت ہونے پر قرآن و احادیث سے قطعاً کوئی دلیل نہیں ملی اور نتیجہ وہی کا وہی رہا ، موصوف نے مسئلہ زیر بحث پر اس شدومد سے گفتگو فرمائی اور خاص طور پر ہاتھ پاؤں مارے ہیں کہ جیسے کسی نے اُس کے کان میں یہ پھونک دیا ہو کہ سنی بریلوی حضرات نمازِ جنازہ کے بعد دعا کو فرض اور واجب سمجھتے ہیں اور دعا کو جزء نمازِ جنازہ جانتے ہیں ، قرآن و احادیث سے ناجائز و حرام و عدم جواز کا حکم تو خواب وخیال سے کم نہیں ، کتب فقہ سے جو عبارات نقل کیں ان میں بھی

ٹھہرے نہ کھڑا رہے مکروہ ہے۔ اس سے زیادہ کوئی چیز پیش نہیں کر سکا، لیکن اس کے باوجود مسئلہ زیر بحث کو طول دے کر الجھانے کے لئے ان چند عبارات کا سہارا لے کر مزید ڈیڑھ درجن برائے نام سوالات بنا ڈالے ہیں جن کا مفصل و مدلل جواب علیحدہ دینے کی بجائے اکٹھا ہی تحریر کیا جاتا ہے تاکہ عوام کسی نتیجہ پر پہنچ سکیں، آئیے پہلے ثبوت اور پھر اعتراضات کے مختصر جواب ملاحظہ فرمائیے۔

نمازِ جنازہ کے بعد دعا مانگنا بلاشبہ جائز ہے، ہرگز بدعت و حرام نہیں، حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں الدعاء ھو العبادۃ دعا عبادت ہے بلکہ فرمایا الدعاء مخ العبادۃ کہ دعا مغزِ عبادت ہے، اور اس دعا کے لئے وقت وغیرہ کی کوئی پابندی نہیں، بلکہ اس کی ہر وقت اجازت ہے، اللہ تعالٰے فرماتا ہے اجیب دعوۃ الداع اذا دعان قبول کرتا ہوں دعا مانگنے والے کی دعا کو جب وہ مانگے، اور فرماتا ہے وقال ربکم ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جہنم داخرین اور تمہارے رب کا ارشاد ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا، بے شک وہ لوگ جو میری عبادت (دعا) سے تکبر کرتے ہیں عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے، اور فرماتا ہے فاذا فرغت فانصب والٰی ربک فارغب تو جب تم (نماز سے) فارغ ہو جاؤ تو (دعا میں) محنت کرو اور اپنے رب کی طرف رغبت کرو، اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فاذا فرغت من الصلوٰۃ المکتوبۃ فانصب الٰی ربک فی الدعاء وارغب الیہ فی المسئلۃ (خازن) کہ جب تم فرض نماز سے فارغ ہو جاؤ تو اپنے رب کی طرف دعا میں محنت کرو، اور

سوال کرنے میں اس کی طرف رغبت کرو، حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کون سی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے؟ قال جوف اللیل الاخر ودبر الصلوٰۃ المکتوبات (مشکوٰۃ) فرمایا وہ جو آخر رات کے درمیانی حصہ میں اور فرض نمازوں کے بعد کی جائے۔ ثابت ہوا کہ فرض نمازوں کے بعد دعا مانگنا اللہ تعالٰے اور اس کے رسول کے حکم سے ثابت ہے، نمازِ جنازہ بھی فرضِ کفایہ ہے، پھر اسکے بعد دعا مانگنا کس طرح ناجائز اور بدعت ہو سکتا ہے۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا لہ الدعاء (ابوداؤد) جب تم میت پر نماز پڑھ لو تو اس میت کے لئے خلوص کے ساتھ دعا کرو۔ اس حدیث سے نمازِ جنازہ کے بعد دعا مانگنا ثابت ہوا، جو لوگ اس دعا سے مراد وہ دعا لیتے جو نمازِ جنازہ کے اندر پڑھی جاتی ہے ان کو اس حدیث کے جملہ فاخلصوا لہ الدعاء میں غور کرنا چاہیئے، کیونکہ وہ دعا جو نماز کے اندر پڑھی جاتی ہے وہ خالص میت کے واسطے کہاں ہوتی ہے، وہ تو سب زندوں، مردوں، غائبوں، حاضروں، مردوں اور عورتوں کے لئے ہوتی ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ خالص اس میت کے لئے دعا کرو، اور پھر اذا صلیتم علی المیت شرط ہے اور فاخلصوا لہ الدعاء اس کی جزا ہے شرط اور جزا میں تغایر چاہیئے، نیز صلیتم ہے ماضی اور فاخلصوا ہے امر، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز پڑھ لینے کے بعد دعا کا حکم ہے۔

حضرت عبداللہ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیعۃ الرضوان والے صحابہ میں سے ہیں، ان کی بیٹی فوت ہوگئی تو ثم کبر علیھا اربعا ثم قام بعد الرابعۃ قدر ما

بین التکبیرتین ید عواثم قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصنع فی الجنازۃ ھکذا (بیہقی۔ کنز العمال) پھر انھوں نے اس پر چار تکبیریں کہیں یعنی نمازِ جنازہ پڑھی پھر اس کے بعد دو تکبیروں کی مقدار کھڑے دعا کرتے رہے، پھر انھوں نے فرمایا، میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ نمازِ جنازہ میں ہمیشہ ایسا ہی کیا کرتے، فتح القدیر کتاب الجنائز میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ موتہ کی خبر دیتے ہوئے جب حضرت جعفر بن ابی طالب کی شہادت کی خبر دی فصلی علیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ودعالہٗ وقال استغفروا لہ تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ان پر نمازِ جنازہ پڑھی اور ان کے لئے دعا فرمائی اور لوگوں سے کہا تم بھی ان کے لئے دعائے مغفرت کرو۔

مبسوط شمس الائمہ سرخسی باب غسلِ میت میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک جنازہ پر بعد نماز پہنچے تو فرمایا ان سبقتمونی بالصلوٰۃ علیہ فلا تسبقونی بالدعاء اگر تم نے اس پر نماز پڑھنے میں مجھ سے سبقت کرلی ہے تو دعا میں تو مجھ سے سبقت نہ کرو یعنی اس میں تو مجھے شریک کرلو، ان احادیثِ مبارکہ سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کا صراحتًا نمازِ جنازہ کے بعد دعا مانگنا ثابت ہوا۔

میزان الکبریٰ امام شعرانی میں ہے قال ابوحنیفۃ والثوری ان التعزیۃ سنۃ قبل الدفن لا بعدہٗ لان شدۃ الحزن تکون قبل الدفن فیعزی ویدعوالہٗ۔ امامِ اعظم ابوحنیفہ اور امام ثوری نے فرمایا کہ تعزیت کرنا دفن سے پہلے سنت ہے نہ کہ بعد، کیونکہ رنج وغم کی زیادتی دفن سے پہلے ہوتی ہے، پس تعزیت کرے اور اس کے لئے دعا کرے۔

ان عبارات سے ثابت ہوا کہ نمازِ جنازہ کے بعد دعا مانگنا بلاشبہ جائز بلکہ سنت ہے، ہاں یہ ضروری ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد صفیں توڑ کر دعا کی جائے تاکہ ہیئت بدل جائے اور زیادتی نماز کا شبہ نہ ہو۔

دعا بعدِ نمازِ جنازہ پر اعتراضات اور جوابات

سوال ۱: لا یقوم الرجل بالدعاء بعد صلوٰۃ الجنازۃ (قنیہ ص۵۶ جلد۱) نمازِ جنازہ کے بعد دعا کے لئے کوئی آدمی نہ ٹھہرے۔

جواب: اہلِ علم سے یہ حقیقت مخفی نہیں کہ قنیہ ایک غیر معتبر کتاب ہے، اس سے فتویٰ نہیں دیا جاتا، اور یہ ہماری زبانی بات نہیں بلکہ مقدمہ شامی بحث رسم المفتی میں ہے کہ صاحبِ قنیہ ضعیف روایات بھی لے لیتا ہے، اس سے فتوے دینا جائز نہیں، وہ فرماتے ہیں اولنقل الاقوال الضعیفۃ فیھا کالقنیۃ للزاہدی فلا یجوز الافتاء من ھذہٖ، نیز قنیہ والا معتزلی بدمذہب ہے، دیکھو بذل الجوائز، علماءِ دیوبند کا شروع ہی سے یہ طریقہ ہے کہ غیر معتبر وضعیف روایات کا سہارا لے کر مسلکِ اہلسنت پر تنقید کرتے ہیں۔

سوال ۲: لا یقوم بالدعاء فی قراءۃ القرآن لاجل المیت بعد صلوٰۃ الجنازۃ وقبلھا نمازِ جنازہ کے بعد اسی طرح اس سے قبل میت کیلئے قرآن پڑھ کر دعا نہ کی جائے۔ (خلاصۃ الفتاویٰ ص۲۲۵ جلد۱)

جواب: مذکورہ بالا حوالہ تو دعا بعد نمازِ جنازہ کی جگتی ہوئی دلیل ہے، ۔

معلوم ہمارے بقلم خود حضرت مولانا حافظ .. .. .. صدر مدرس نے اس کو اپنے دعوے کی دلیل کیسے سمجھ لیا؟ ذرا غور فرمائیے "قرآن پڑھ کر دعا نہ کی جائے" اور یہ صرف اس لئے کہ دفن میں تاخیر نہ ہو جائے، کیونکہ نمازِ جنازہ کے بعد تلاوتِ قرآن شروع کر دی جائے تو کافی دیر لگے گی، اس لئے ممانعت قرآن پاک پڑھ کر دعا کرنے کی ہے نہ کہ صرف دعا کرنے کی، کس سنی بریلوی نے لکھا ہے کہ نمازِ جنازہ کے بعد قرآن کی تلاوت شروع کر دو اور پھر دعا کرو۔

سوال ۳:۔ اذا فرغ من الصلوٰۃ لا یقوم بالدعاء (فتاویٰ سراجیہ ص۲۳) جب نماز سے فارغ ہو جائے تو دعا کے لئے نہ ٹھہرے۔

جواب:۔ معلوم نہیں مؤلف رسالہ اظہارِ حق کے کان میں کس شیطان نے یہ پھونک دیا ہے کہ سنی بریلوی دعا بعد نمازِ جنازہ کو فرض یا واجب سمجھتے ہیں، جو وہ دس شد و مد کے ساتھ اس کی ممانعت کے لئے دلیلیں تلاش کر رہے ہیں، مؤلف رسالہ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس کی دلی منشاء اس سے پوری نہیں ہوگی کہ صرف یہ لفظ دکھا دے کہ "نہ ٹھہرے" اس نہ ٹھہرنے سے مراد یہ ہے کہ کافی دیر تک نہ ٹھہرا رہے کہ دفن میں تاخیر ہو جائے، اگر مطلقاً ٹھہرنے کی ممانعت ہے تو بہت لمبی دعا بعد نمازِ جنازہ کے حرام یا بدعت ہونے پر ایک جاندار حوالہ لائے، مگر یاد رکھے کہ قیامت تک نہ لا سکے گا، صرف دعا کی نہیں بلکہ (کافی دیر) ٹھہرنے کی ممانعت ہے تا کہ بہت لمبی دعا سے دفن میں تاخیر نہ ہو جائے۔

سوال ۴:۔ ان الدعاء بعد الصلوٰۃ الجنازۃ مکروہ (المحیط) نمازِ جنازہ کے بعد دعا مکروہ ہے۔

جواب:۔ عبارت تو بہت جلدی نقل کر دی کہ دعا مکروہ ہے، لیکن یہ بیان نہیں کیا کہ کون سی دعا مکروہ ہے؟ اپنے لئے مکروہ ہے یا حاضر میت کے لئے مکروہ ہے؟ کسی عبارت کو نقل کرتے وقت کم از کم یہ تو خیال کرنا چاہیئے کہ وہ میرے دعوے کی دلیل بھی ہے یا نہیں، فقہائے کرام نے نمازِ جنازہ کے بعد اپنے لئے دعا کو مکروہ بتایا ہے نہ کہ میت کے لئے، اگر بالفرض میت کے لئے بھی مکروہ ہو تو وجہ کراہت معلوم کرنی چاہیئے۔ مکروہ کسی حرام یا بدعت کو نہیں کہتے۔ وجہ کراہت یہ کہ نمازِ جنازہ کے بعد دعا میں زیادتی نہ ہو جیسا کہ مظاہر الحق ص۵۵ جلد۲ پر ہے زیادتی کے مشابہ ہے اگر زیادتی نہ ہو اور مختصر دعا مانگی جائے تو مکروہ بھی نہیں اور فقہائے کرام نے زیادتی کو ہی مکروہ فرمایا۔ ورنہ یہ دعا سنت ہے۔ جیسا کہ اوپر مفصل بیان ہوا۔ چاہیئے تو یہ کہ جس چیز سے سنت پر کراہیت آئے اس کو چھوڑا جائے۔ نہ کہ سنت ہی کو چھوڑ بیٹھے۔ نیز یہ عبارت نہ اصل قنیہ کی عبارت ہے اور قنیہ ایک غیر معتبر کتاب جس سے فتویٰ نہیں دیا جاتا۔ جیسا کہ اوپر شامی کے حوالہ سے گزرا۔ قنیہ والا معتزلی بد مذہب تھا۔ اور ضعیف روایات بھی لے لیتا تھا۔

سوال ۵:۔ لا یقوم بالدعاء بعد صلوٰۃ الجنازۃ لانہ دعاء مرۃ (فتاویٰ بزازیہ ص۲۱۳ جلد اول) نمازِ جنازہ کے بعد دعا کے لئے نہ ٹھہرے کیونکہ اس نے ایک مرتبہ دعا کر لی ہے!

جواب:۔ کیا جو شخص ایک مرتبہ نماز میں دعا کر لے۔ تو کیا اس کو دوبارہ دعا کرنا حرام ہے دیکھئے سب مسلمان نماز میں دعا کرتے ہیں اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم ... الخ۔ نیز التحیات کے بعد پڑھتے ہیں۔ ربنا اٰتنا فی ... الخ۔ فرمائیے اب ایک مرتبہ دعا کر لینے کے بعد دوبارہ سلام پھیرنے کے بعد دعا حرام ہو گئی

اس کا مقصد صرف یہ ہے۔ کہ ہیئت صلوٰۃ پر دعا نہ کی جائے۔ نیز یہ کہ دعا کے لئے قیام (کقیام الصلوٰۃ) نہ کیا جائے اور کافی دیر تک دعا نہ کی جائے کہ ممانعت اصل میں لمبی دعاؤں کی ہے اور یہ ہمارا ذاتی اجتہاد نہیں۔ یقین نہ آئے تو المبسوط جلد ثانی صفحہ ۶۷ ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں۔ (انہما فاتتہما الصلوٰۃ علی جنازۃ فلما حضرا ما زادا علی الاستغفار لہ) ترجمہ:۔ ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کسی جنازہ پر نماز ہو گئی جب وہ (نماز جنازہ کے بعد) حاضر ہوئے تو انہوں نے استغفار پر زیادتی نہیں کی یعنی دوبارہ نماز جنازہ نہیں پڑھی اور اپنی اس دعائے استغفار میں قیام طویل نہیں فرمایا۔ معلوم ہوا ممانعت صرف زیادتی کی ہے۔ دعا کی نہیں۔ اگر دعا منع ہوتی۔ تو صحابہ کرام ہرگز نہ فرماتے۔

سوال ۶:۔ لا یقوم داعیا لہ (جامع الرموز صفحہ ۱۲۵ جلد ۱) میت کے حق میں دعا کے لئے نہ ٹھہرے۔

جواب:۔ کیوں صاحب! کیا اہل علم دنیا سے ناپید ہو گئے ہیں جو اس قسم کی خیانت کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے۔؟ جامع الرموز میں یہ بھی ہے۔ لانہ یشبہ الزیادۃ۔ یہ زیادتی کے مشابہ ہے۔ یعنی اس دعا سے یہ دھوکہ لگتا ہے۔ کہ نماز جنازہ ہو رہی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسی طرح کھڑے کھڑے دعا مانگنا نہ چاہیئے۔ بلکہ صف توڑ دی جائے اور صف توڑ کر دعا کرنا چاہیئے۔ جیسے فرض نماز کے بعد صفیں توڑ کر نماز سنن و نوافل ادا کرنی چاہئیں۔ ذکر بالکل نہ پڑھنی چاہیئے۔ کیونکہ صفوں میں کھڑا رہ کر دعا کرنے سے نماز جنازہ کا دھوکہ ہوتا ہے۔ اس لیے صفیں توڑ کر یا بیٹھ کر دعا کرنی چاہیئے۔

سوال ۷:۔ ولا یدعو بعد التسلیم (بحر الرائق صفحہ ۱۸۳ جلد ۲) سلام پھیر لینے کے بعد دعا نہ کرے۔

جواب:۔ اس عبارت کا مطلب یہ نہیں کہ سلام پھیرنے کے بعد دعا مانگنا حرام ہے۔ بلکہ ممانعت بھی نماز جنازہ والی دعا کی ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد یہ نہ کی جائے۔ ما دعائے استغفار بالکل جائز ہے۔ آئیے ملاحظہ فرمائیے۔ وعبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاتتہ الصلوٰۃ علی جنازۃ عمر فلما حضر قال ان سبقت بالصلوٰۃ علیہ فلا تسبقونی بالدعاء لہ۔ ترجمہ:۔ عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازہ پر نماز فوت ہو گئی تھی۔ جب وہ تشریف لائے تو انہوں نے فرمایا اے لوگو!! اگر تم نے سبقت کی مجھ پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نماز جنازہ پڑھنے کے ساتھ۔ تو نہ سبقت کرو مجھ پر ان کے لیے دعا مانگنے کے ساتھ۔ المبسوط امام سرخسی علیہ الرحمۃ جلد ثانی صفحہ ۶۷۔ بعض جہلا اس کو دفن پر محمول کرتے ہیں۔ اگر وہ اپنے دعوے میں سچے ہیں تو کتب معتبرہ سے اس کی روشن تصریح پیش کریں ذاتی اجتہاد نہ ہو لیکن ہم دعوے سے کہتے ہیں۔ انشاء اللہ وہ قیامت تک اپنے اس دعوے کو ثابت نہ کر سکیں گے

سوال ۸:۔ ولا یدعو للمیت بعد صلوٰۃ الجنازۃ لانہ یشبہ الزیادۃ فی صلوٰۃ الجنازۃ (مرقات شرح مشکوٰۃ صفحہ ۳۱۹ جلد ۲) نماز جنازہ کے بعد میت کے لئے دعا نہ کرے۔ کیونکہ یہ نماز جنازہ میں زیادتی کے مشابہ ہے۔

جواب:۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کی اس عبارت نے تو ممانعت کی اصل وجہ ظاہر فرما دی۔ کہ یہ نماز جنازہ میں زیادتی کے مشابہ ہے یعنی نماز جنازہ ختم ہونے کے فوراً بعد صفیں باندھے ہوئے دعا کرنے سے یہ دھوکہ لگے گا۔ کہ نماز جنازہ ہو رہی ہے۔ لہذا صفیں توڑ کر دعا کرنی چاہیئے۔ تاکہ کسی کو نماز جنازہ کا شبہ نہ ہو۔

مندرجہ بالا حوالہ جات نقل کرنے کے بعد مؤلف اظہار حق اپنی عادت کے مطابق یہاں بھی وہی بے معنی اعتراض بازی شروع کر دی اور متعدد سوالات تحریر کر ڈالے۔ مگر ان سب اعتراضات میں نماز جنازہ کے بعد دعا کو ناجائز۔ گناہ۔ حرام۔ بدعت کسی نے بھی نہیں لکھا۔ زیادہ سے زیادہ مکروہ (ناپسند) فرقہ دعا نہ کی

جائے۔ دعا کے لئے نہ ٹھہرنے سے زیادہ کسی جوانے ہیں کوئی سخت حکم نہیں اور اکثر عبارات کا حکم ایک ہی ہے اور سب کے علیحدہ علیحدہ جواب کے اعادہ سے کیا فائدہ۔ ان سب کا جواب مظاہر الحق جلد ۲ پر موجود ہے کہ دعا نہ کرے میت کے لئے بعد نماز جنازہ کے۔۔۔ اس لئے کہ یہ مشابہ ہوتا ہے زیادتی کے نماز جنازہ میں۔

اب معلوم ہوا۔ کہ فقہاء کرام نے دعا سے کیوں منع فرمایا۔ اس لئے کہ یہ مشابہہ ہوتا ہے زیادتی کے نماز جنازہ میں۔ لہٰذا جس چیز سے مشابہت ہوتی ہو۔ اس کو ختم کیا جاتا ہے۔

لہٰذا صفیں توڑ کر دعا کی جائے اور زیادتی بھی نہ ہو۔ بہت لمبی دعائیں بھی نہ کی جائیں۔ فقہاء کرام کی چند عبارات کا اصل میں یہ مقصد ہے۔ جس کو مولف رسالہ نے غلط فہمی سے اپنے دعویٰ کی دلیل بنا کر بھی پیش کیا ہے۔

مولف رسالہ "اظہار حق" نے اپنے خود ساختہ دلائل کی کاغذی ناؤ کو ڈوبتے دیکھ کر مسئلہ دعا بعد نماز جنازہ سے متعلق بھی چند سوال مسئلہ زیر بحث کو طول دے کر الجھانے اور سوالات کی تعداد بڑھانے کے لئے خواہ مخواہ بے موقعہ تحریر کر ڈالے ہیں۔ اور پوری طرح غور و فکر نہیں کیا۔

مولف اظہار حق نے جب دلائل نفی و اثبات کا جائزہ لیا۔ تو اُسے اپنے دلائل کا وزن بخوبی معلوم ہو گیا تھا۔ اور وہ جان گیا تھا۔ کہ قرآن و احادیث سے نماز جنازہ کا ثبوت بہت کافی ہے اور قرآن و احادیث میں اس دعا کو کہیں ناجائز حرام و بدعت نہیں لکھا بلکہ کراہت و ممانعت کا حکم بھی نہیں۔ تو اُس نے نہایت چالاکی سے اُن تمام احادیث جن میں نماز جنازہ کا زبردست ثبوت ہے۔ کو ضعیف۔ غیر معتبر بنا ڈالا۔ اور الٹا چور کو توال کو ڈانٹے کے زیر مصداق ان احادیث کی صحت کا ثبوت بھی ہم سے طلب کیا ہے

حالانکہ ان احادیث کے ضعیف و غیر معتبر ہونے کی دلیل خود مولف اظہار حق کو پیش کرنی چاہیئے۔

دعا بعد نماز جنازہ کے متعلق چند سوالات

۱۔ دعا بعد نماز جنازہ کے ناجائز۔ حرام و بدعت ہونے کا ثبوت قرآن و احادیث کتب مفسرین و محدثین اور عبارت فقہاء کرام سے دیا جائے۔

۲۔ جن احادیث سے ثبوت ملتا ہے کے ضعیف و غیر معتبر ہونے کا ثبوت ذمہ دار محدثین کی کتب سے دیا جائے۔

۳۔ علمائے اہل سنت بریلوی حضرات جو نماز جنازہ کے بعد دعا مانگتے ہیں اسکے متعلق صاف و صریح حکم شرعی واضح کیا جائے۔

۴۔ فقہائے کرام کی عبارات سے دعا کے حرام۔ ناجائز و بدعت ہونے کا ثبوت دیا جائے۔

۵۔ کیا کسی بریلوی عالم نے دعا بعد نماز جنازہ کو فرض یا واجب یا جسز نماز قرار دیا ہے۔

حرفِ آخر

بحمدہٖ تعالیٰ مسئلہ علم غیب و دعا بعد نماز جنازہ کے متعلق جو اعتراضات ہم پر وارد ہوئے ہم ان کے جواب بحوالہ کتب نقل کر چکے۔ اب ان دونوں مسائل کے دلائل کا توڑ اور جواب بحوالہ کتب مولف رسالہ "اظہار حق" کے ذمہ ہے معترض کو

چاہیئے۔ کہ ہر دو مسئلوں سے متعلق بہشتی مسلک و عقیدہ کی تحقیق کر کے پھر جواب کے لئے قلم اٹھاتے۔ اس کے بعد ہم انشاء اللہ العزیز نہ صرف کتب معتبرہ بلکہ اکابر علماء دیوبند کی کتب سے ہر دو مسئلہ کا جواز ثابت کریں گے۔

مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے سے تعصب و عناد زبانی اور قلمی غلطی سے بچائے۔ اور حق واضح ہونے کے بعد قبولِ حق کی توفیق رفیق فرمائے۔ اور جو لوگ مسائل کی آڑ لے کر مملکتِ خداداد جمہوریہ اسلامیہ پاکستان میں فتنہ و فساد کا دروازہ کھولنا چاہتے ہیں۔ ان کے شر و عناد۔ فتنہ و فساد سے اہلِ پاکستان کو محفوظ رکھے ۔ آمین۔ محمد حسن علی الرضوی غفرلہٗ ۱۰ / شوال ۱۳۸۲ھ

تقریظ :

فاضل نوجوان مولانا الحاج غلام حسین صاحب نوری میلسی

۱۳۸۲ھ رسالہ انوارِ حق بجواب اظہارِ حق نظر سے گذرا جس میں برادرِ محترم مولانا حسن علی رضوی صاحب نے نہایت ہی مدلل مدلل و مفصل جوابات مخالفین اہلِ سنت کو دیئے ہیں۔ اور نہایت انوکھے انداز میں اپنا مسلک بیان کیا ہے۔

فقیر کی دعا ہے۔ کہ مولیٰ تعالیٰ صدقہ حبیب پاک صلے اللہ علیہ وسلم قبول فرماتے اور علم و عمل میں برکت عطا فرماتے۔ آمین۔

فقیر غلام حسین نوری مہتمم مدرسہ مصباح العلوم حنفیہ رضویہ و خطیب اعظم عیدگاہ میلسی ضلع ملتان شریف ۲۰ / ۵ / ۶۳ء

حضرت مولانا محمد شریف صاحب شیخ الحدیث انوار العلوم ملتان

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

فقیر نے حضرت مولانا صوفی محمد حسن علی صاحب کا تالیف کردہ رسالہ مسمی "انوار الحق" بجواب "اظہار الحق" غور سے دیکھا اور صواب پایا۔ حضرت مولانا موصوف نے اس رسالہ میں نہ صرف مذہب مہذب مذہب اہلِ سنت و جماعت کے مسلک کو بیان نہیں فرمایا۔ بلکہ مخالفین اہلِ سنت کے بے بنیاد اعتراضات کے مدلل جوابات بھی دیئے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ حضرت مولانا کی سعی کو قبول فرما کر اہلِ سنت کے لئے نافع بنائے اور ان کے علم و عمل زہد و تقویٰ اور دینی جذبات میں مزید ترقی عطا فرمائے۔ فقیر ابو الابرار محمد شریف غفرلہٗ قادری رضوی

خادم الطلبا درجہ حدیث شریف۔ انوار العلوم۔ ملتان شریف۔

فاضل عظیم الشان مولانا علی محمد صاحب خطیب اعظم۔ وہاڑی

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

آج فقیر کے پاس مکرمی و محترمی مولانا صوفی محمد حسن علی صاحب رضوی اور حضرت مولانا غلام حسین صاحب نوری رسالہ فیض مقالہ انوارِ حق برائے تقریظ و تصدیق لائے۔ اکثر مقامات کو بغور دیکھا۔ اس میں مسلک اہلِ سنت کو مدلل بیان کرنے کے علاوہ مولف اظہارِ حق کی جاہلانہ خرافات کا دندان شکن جواب دیا ہے اور عقائد باطلہ کا رد بلیغ فرمایا ہے۔ دعا ہے مولیٰ تعالیٰ مولف کی سعی سعید کو قبول فرمائے اور منکرینِ شانِ رسالت کے لئے باعثِ ہدایت بنائے۔ ناچیز

ابو الفیض علی محمد نوری غفرلہٗ وہاڑی ۱۸ / ۵ / ۶۳ء

لقیہ سلسلہ تالیف حسنؔ سے آگئے

چار ماہ سے اور مولانا غلام رسول مہتمم جامعہ رضویہ انوار القرآن ملتان آٹھ ماہ سے لاجواب ہیں اور ان حضرات سے میرے سوالات کا کوئی جواب نہ بن پڑا۔ علاوہ ازیں حافظ علی گوہر صاحب کی معرفت ان سے ایک دستخطی تحریر بھی بھیجی ہے جس میں لکھا ہے میرے سوالات کے جوابات دو۔ جن میں بریلوی مذہب باطل ہو گا اس کے اکیسویں نمبر اور جواب کیلئے پیہم تقاضہ و اصرار پر مجبوراً جواب کیلئے قلم اٹھا کر اس کی جہالت وحماقت کا پردہ چاک کرنا پڑا اور جواب نہ دینے کی اصل وجہ یہ بھی تھی کہ ہم نہیں چاہتے تھے کہ اس سستی شہرت کے طالب نیم ملاں خطرۂ ایمان کو منہ لگائیں جسکے رسالے کی اولی ترتیب ایسی نازک حالت میں ہو کہ وہ علم غیب کو علم غیب۔ اہل سنت وجماعت کو اہل سنت والجماعت۔ خود بخود کو خود باخود لکھے۔ منکشف اور آشکارہ چند الفاظ کو اصلیت پہ محمول کریں گے موجب دلشکنی و دلآزار اور تخریب قلب۔ نا ہر موما ملحق اور بجاں رہ گیا ہے۔ جواب سے مرحمت فرمائے۔ واضح اور عیاں دیجئے۔ بڑی عین نوازش ہوگی۔ لکھکر کوہ طور کا پہاڑ اور آب زمزم کا پانی بنا دیے اسلئے جواب جاہلاں باشد خاموشی پر اکتفا کیا۔ مگر اب جبکہ رسالہ منظر عام پر آگیا ہے۔ تو اس میں پھیلائی گئی غلط فہمیوں کے ازالہ اور مذہب اہل سنت کے دفاع کے لئے ہمیں بھی مجبوراً قلم اٹھانا پڑا۔

مخالف جس قدر چاہیں کریں کوشش گھٹانے کی
قیامت تک رہے گا بول بالا اہل سنت کا

محمد حسن علی رضوی غفرلہٗ ۱۸ شوال ۱۳۸۲ ہجری

نوٹ ضروری: سہو کتابت کے باعث چند لفظی غلطیاں رہ گئی ہیں۔ قارئین کرام تصحیح فرمالیں۔

ملنے کے پتے:۔ ۱۔ الحاج غلام حسین صاحب نوری خطیب اعظم عیدگاہ میلسی۔ ۲۔ فاضل ذیشان مولانا علی محمد صاحب خطیب غلہ منڈی وہاڑی۔ ۳۔ مولانا الحاج محمد شریف صاحب مدرسہ غوثیہ کہروڑپکا۔ ۴۔ مولانا حافظ فتح الدین صاحب خطیب مسجد بہادر خان میلسی۔ ۵۔ قاری نور الدین صاحب مدظلہ چک ۱۵ وہاڑی۔ ۶۔ قاری علی گوہر صاحب قصبہ شم شام میلسی۔